وفیات

# حضرت مولانا سیّد محمد اصلح الحسینیؒ

مولانا شفیق احمد بستوی

اِس دنیائے آب وگل میں آکر اِنسان اپنی مقررہ حیات گزار کر دارِ بقاء کی طرف کوچ کر جاتا ہے لیکن وہ اپنی زندگی کے عملی کارناموں، خوبیوں، عمدہ صفات اور قابل قدر نسبتوں کی بناپر تادیر بزمِ انسانی میں اس طرح یاد رکھا جاتا ہے کہ وہ عموماً لوگوں کی گفتگو کا موضوع بنا رہتا ہے اور لوگ اس کی باتوں اور کردار کو یاد کر کر کے اُس کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ گویا وہ شخص دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی زندہ جاوید رہتا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ ابھی بھی یہیں کہیں موجود ہے۔

حضرت مولانا سید محمد اصلح الحسینی علیہ الرحمۃ بلاشبہ اسی قسم کی ایک قابل رشک شخصیت تھے، جنہوں نے عملی جدو جہد اور حسن کردار سے بھرپور اور ایک طویل عمر گزاری اور خیر الناس کا مصداق بن کر دارِ فناء سے دارِ بقاء کی طرف تشریف لے گئے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے ''سب سے بہتر آدمی کون؟'' فرمایا: ''جس کی عمر لمبی ہو اور اعمال اچھے ہوں''۔ اسی طرح حضرت مرحوم نے بھی طویل یعنی ایک صدی سے کچھ زائد زندگی پائی اور پوری زندگی علم وعمل کے میدان میں گزاری۔

حضرت مرحوم کے عقیدت ومحبت کے نقوش احقر کے ذہن وضمیر پر اِس لیے نمایاں تھے کہ وہ احقر کے بعض معزز ترین اساتذہ کے اُستاذ تھے، چنانچہ اُستاذِ محترم حضرت مولانا سید ارشد مدنی مدظلہ کے اُستاذ تھے، جب کہ قیامِ پاکستان سے قبل دار العلوم کے شعبۂ فارسی میں آپؒ تدریس فرماتے تھے اور حضرت اُستاذِ محترم اُن سے فارسی کی اِبتدائی کتب پڑھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ اُستاذِ محترم جب بھی کراچی تشریف لاتے تو حضرت مولانا مرحوم کے گھر زیارت کے لیے ضرور تشریف لے جاتے تھے، اسی طرح اُستاذِ محترم حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر احمد خان صاحب علیہ الرحمۃ سابق شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم دیوبند بھی آپؒ کے تلامذہ کی فہرست میں شامل ہیں، اس کی تفصیل احقر کے علم میں نہیں ہے کہ حضرت علیہ الرحمۃ سے اُستاذی مرحوم نے دار العلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی تھی،

یا کہ قصبہ گلاؤٹھی بلند شہر میں، کیونکہ حضرت مولانا سید محمد اصلح الحسینی رحمۃ اللہ علیہ بھی گلاؤٹھی کے رہنے والے تھے، اسی طرح حضرت اُستاذ مرحوم بھی گلاؤٹھی کے ہی باشندہ تھے اور آپؒ کے برادرِ کبیر حضرت مولانا بشیر احمد خان صاحبؒ چونکہ دار العلوم میں ایک طویل عرصے سے تدریسی فرائض انجام دے رہے تھے، جن کے بارے میں احقر نے اپنے والد مرحومؒ سے بارہا سنا کہ وہ فلکیات کے بڑے ماہر تھے، اوقاتِ صلوٰۃ اور سحر و افطار کے اوقات کی تخریج کا کام دار العلوم میں عموماً وہی انجام دیتے تھے۔ اُنہوں نے اپنے چھوٹے بھائی مولانا نصیر احمد خان صاحبؒ کو دار العلوم میں بلوالیا جہاں اُنہوں نے مکمل تعلیم حاصل کر کے بالکل اِبتدائی درجات سے تدریس کا آغاز کیا اور مسلسل تدریس فرماتے ہوئے شیخ الحدیث کے عظیم منصب تک جا پہنچے، جو کہ بہت ہی کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے، دار العلوم دیوبند کی تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے تو اِتنی طویل المدت خدمات کا شرف رکھنے والی شخصیات بھی بہت کم نظر آئیں گی جو کہ حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحبؒ کو حاصل رہا ہے ایک اندازہ کے مطابق آپ نے دار العلوم دیوبند میں ساٹھ سال سے زائد عرصہ تک تدریسی خدمات انجام دیں اور تقریباً پچانوے سال کی عمر پا کر فوت ہوئے اور یہ عظیم خدمات والی شخصیت بھی حضرت مولانا سید محمد اصلح الحسینی علیہ الرحمۃ کے صدقاتِ جاریہ میں شامل ہے۔

حضرت مرحوم کے نام کے ساتھ ''الحسینی'' کی نسبت اِس بات کا واضح اِشارہ ہے کہ آپؒ کو حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا قریبی تعلق تھا اور اس تعلق کی ہی کشش تھی کہ اپنے نام کے ساتھ اپنے اُستاذ و مرشد کی نسبت کو تا حیات جوڑے رکھا جو گویا کہ آپ کے نام کا جز و لاینفک بن گیا تھا۔

آپ ۲۶ر محرم الحرام ۱۳۳۲ھ مطابق ۲۵ر دسمبر ۱۹۱۳ء پنج شنبہ کو، سادات زیدیہ کی بستی گلاؤٹھی ضلع بلند شہر میں مولانا سید محمد صالحؒ کے گھر پر پیدا ہوئے۔ حضرت مرحوم نے اپنی اِبتدائی تعلیم بلکہ درجاتِ حدیث تک کے اسباق بالالتزام اپنے آبائی قصبہ گلاؤٹھی ضلع بلند شہر ہی میں پڑھے اور اِنتہائی اسباق یعنی دورہ حدیث شریف کے لیے دار العلوم دیوبند تشریف لے گئے، جہاں سے ۱۹۳۱ء میں فراغت کی سند حاصل کی اور حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا سید میاں اصغر حسین دیوبندیؒ، شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علیؒ، حضرت علامہ ابراہیم بلیاویؒ جیسے اکابر علماء سے اکتسابِ فیض کیا۔ دورہ حدیث کے سال میں آپ کے ہم درس حضرات میں سے دار العلوم دیوبند کے سابق مہتمم حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب علیہ الرحمۃ بھی ہیں۔

فراغت کے بعد چند سال دیوبند ہی میں مقیم رہے اور حضرت مدنیؒ کے دامن فیض رساں سے وابستہ رہے اور روحانی علوم میں بھی حضرت مدنیؒ سے کسب فیض کیا اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت بھی ہوئے۔ عملی زندگی کے آغاز میں آپ نے قلمی خدمات کا سلسلہ شروع فرمایا اور اپنے اکابر کے مشوروں پر چلتے ہوئے دہلی میں قائم تصنیف و تالیف کے ادارہ مؤتمر المصنفین سے وابستہ ہو گئے، ساتھ ہی ساتھ آپ بعض اخبارات و مجلات میں بھی اپنی کاوشیں

پیش کرتے رہے جو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں ۔ چنانچہ آپ جمعیت علمائے ہند کے مؤقر روزنامہ ''الجمعیۃ'' میں بحیثیت مدیر کام کرتے رہے، علاوہ ازیں اخبار ''اِستقلال'' دیو بند۔ ماہنامہ ''قائد'' مراد آباد سے بھی آپ کا قلمی تعلق رہا اور حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ کے ادارہ ''ندوۃ المصنفین'' دہلی سے بھی آپ کی وابستگی رہی جہاں تالیف وتراجم کا کام انجام دیتے رہے۔

زیادہ تر افادات آپ نے قلمی میدان میں ہی پیش کیے ہیں، وجہ ظاہر ہے کہ آپ ایک بلند پایہ ادیب وانشاء پرداز تھے، آپؒ کے قلمی اسلوب میں ایک پر تاثیر روح تھی جو قارئین کے ذہنوں پر گہرا اثر چھوڑتی تھی، حضرت مولانا مرحوم کے قلمی ثمرات میں سے چند کے نام اور عنوانات کچھ یوں ہیں: (۱) اسلامی تمدن اور یورپین تہذیب۔ (۲) تاریخ مذاہب فقہ۔ (۳) اسلامی تصوف۔ (۴) صبح اسلام۔ (۵) امام شافعی کا علمی سفر۔ (۶) خلفاء راشدین۔ (۷) قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ۔

حضرت مولانا مرحوم نے اپنے قلمی وصحافتی دور میں وقت کے بڑے بڑے اربابِ فضل وکمال کی صحبتیں اُٹھائیں اوران سے نہ صرف علم ودانش کے جواہر حاصل کیے بلکہ اپنی خوبیوں سے اُن کو متاثر بھی کیا۔ چنانچہ امام الہند مولانا ابو الکلام آزادؒ، حضرت مولانا محمد سجاد حسن بہاریؒ، مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ اور حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ جیسے اصحابِ فضل وکمال سے آپ کو تعلق حاصل رہا اور ان کے دِلوں میں اپنا مقام بھی بنایا۔

یہ کوئی ۱۹۴۸ء کی بات ہے کہ آپ اپنی ہمشیرہ صاحبہ کی عیادت کے لیے دیو بند سے پاکستان تشریف لائے تو یہیں آپ نے قیام کو ترجیح دِی اور واپس ہندوستان جانے کا اِرادہ کسی وجہ سے ملتوی فرمادیا اور پھر تابقائے حیات یہیں رہے، یہاں تشریف لاکر آپ نے علمی محنت جاری رکھی، درس وتدریس کا مشغلہ بھی اور قرطاس وقلم کا میدان بھی آپ کی دلچسپیوں کا مرکز رہا، افادۂ عام کے لیے ریڈیو پاکستان سے وابستگی اِختیار فرمائی اور تقریباً تین دہائیوں پر مشتمل ایک طویل عرصہ اِسلامی دروس کی نشر واِشاعت میں گزارا، ریڈیو پر آپؒ نے عربی اور فارسی زبانوں میں بھی اپنی خدمات پیش کیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد اُن کے خلیفہ اجل حضرت مولانا پیر خورشید احمد ہمدانی علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر آپ نے تجدید بیعت کی اور کچھ ہی عرصہ کے حضرت پیر خورشید صاحبؒ کے خلیفہ مجاز قرار پائے۔ گویا کہ مولانا مرحوم نے ایک سایہ دار درخت کی طرح مرورایام کے احوال و اِنقلابات کو دیکھتے ہوئے بھی ہر حال و ہر موسم میں راہِ حیات کے بے شمار مسافروں اور راہ گیروں کو چھاؤں بخشی، سکون بخشا، جس کی ٹھنڈی چھاؤں میں نہ جانے کتنے قافلے راحت وسکون سے مستفید ہوئے اور نہ معلوم کتنے مسافر ایسے ہیں جو اب اس کی چھاؤں کو ترستے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں بہترین مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر وسکون بخشے۔ آمین